رباعی وسلام

خدائے سخن مولانا نواب سید مہدی حسین ماہرؔ اجتہادی

کیوں خوش نہ ہوں دل شاد کیا ہے تو نے
سو فکروں سے آزاد کیا ہے تو نے
آواز سے ہچکی کی یہ دیتا ہوں صدا
حاضر ہوں اگر یاد کیا ہے تو نے

تشنہ کاموں کی اجل سے زندگانی ہوگئی
پیاس آخر کو بڑھی اتنی کہ پانی ہوگئی
سوزشِ داغِ غم اشکوں کی روانی ہوگئی
جب کیا ٹھنڈا دل اس نے آگ پانی ہوگئی
قتل ہونا تشنہ کاموں کا کہ بجھنا پیاس کا
حلق سے تلوار یوں اتری کہ پانی ہوگئی
اے معاذ اللہ ذی ہمت ہوں اور محتاج آب
جو مصیبت سخت پیش آئی وہ پانی ہوگئی
مالکِ کوثر نے پیاسوں کو کیا کوثر عطا
آبرو آخر بڑھی اتنی کہ پانی ہوگئی
کیوں نہ اب حسرت کا پتلا بن کے ہاتھ اپنے ملوں
عمر ساری خاکِ راہ زندگانی ہوگئی
قدر ماہرؔ مثلِ دریا گوہروں کا حال ہے
آبرو بڑھنے پہ بھی اک بوند پانی ہوگئی

سلام

استاذ الاساتذہ مولانا نواب سید اصغر حسین فاخرؔ اجتہادی

داغ سینہ میں چھپاکر بعدِ مردن لے چلے
ہم چراغ زیرِ دامن بہرِ مدفن لے چلے
قلب پر داغِ غم شہہ بعدِ مردن لے چلے
باغ جنت کے لئے گلشن کا گلشن لے چلے
روح اب ممنونِ احسانِ احبا کیوں نہ ہو
دوست میری لاش اٹھا کر سوئے مدفن لے چلے
مجلس سبطِ نبیؐ سے جب پسِ گریہ اٹھے
آنسوؤں کے موتیوں سے بھر کے دامن لے چلے
حسرت پا بوسیِ صرصر بھی نکلی دشت میں
شاہ دیںؑ آہستہ آہستہ جو توسن لے چلے
دھوپ میں ممکن نہ تھا سایہ بجز اس کے کوئی
شہہؑ علیؑ اصغر کو رن میں زیرِ دامن لے چلے
کچھ نتیجہ بھی نہیں افسردہ دل کے داغ سے
کس لئے خاموش فاخرؔ شمعِ مدفن لے چلے